قسط دوئم — جناب اختر راہی - ایم اے

میثاقِ مدینہ کا مکمل متن

آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم اور یہود مدینہ

مسلم محدثین میں ابن اسحاق (م ۱۵۱ھ)۔ ابن ہشام (م ۲۱۳ھ یا ۲۱۸ھ) اور فقہاء میں علّامہ ابوعبید القاسم بن سلام (م ۲۲۴ھ) نے معاہدے کا مکمل متن نقل کیا ہے۔ واقدی (م ۲۰۷ھ) نے کتاب المغازی میں معاہدے کے بعض اجزاء نقل کئے ہیں، لیکن ڈاکٹر حمید اللہ کے الفاظ میں اس دستاویز کی صحیح اہمیت یورپی عیسائی مستشرقین نے محسوس کی ہے۔ گذشتہ صدی ڈیڑھ میں ولہاوزن (WELLHAUSEN) میولر (MULLER) گریم (GRIMME) اسپرنگر (SPRINGER) ونسنک (WENSINCK) کائتانی (CARTANI) اور بول (BUHL) نے اپنی کتابوں میں اس دستاویز کو پیش کیا ہے۔ بعد ازاں عصرِ حاضر کے مسلمان مورخین اور مفکرین نے اور خصوصاً ڈاکٹر حمید اللہ نے تحقیق و تفحص اور تلاش و جستجو کا حق ادا کر دیا۔ ڈاکٹر صاحب موصوف نے مختلف متون کا تقابلی مطالعہ کر کے دنیا کے اس پہلے تحریری دستور کو پیش کیا اور اپنی محنت کی داد یورپ تک سے وصول کی۔ جدید دور کے ایک اور مسیحی اہلِ قلم مجید خدوری[1] نے بھی اپنی مشہور کتاب "اسلامی قانون میں صلح و جنگ" میں پورا متن نقل کیا ہے۔

معاہدہ دو حصوں پر مشتمل ہے، پہلے حصے میں ولہاوزن کے شمار کے مطابق ۲۳ فقرات ہیں۔

---

[1] مجید خدوری صاحب عراق کے مشہور مسیحی فاضل ہیں جو امریکہ کی انڈیانا یونیورسٹی اور یونیورسٹی آف شکاگو میں پروفیسر رہے۔ بعد ازاں جان ہاپکنز یونیورسٹی میں شعبۂ تحقیق سے منسلک ہو گئے، ان کی یہ کتاب مستشرقانہ انداز میں لکھی گئی ہے۔ "چراغِ راہ" اسلامی قانون نمبر جلد دوم میں انہیں "مسلمان مستشرق" لکھا گیا ہے جو درست نہیں ہے۔

ان ۲۳ فقرات (دفعات) میں مہاجرین اور انصار کے باہمی تعلقات پر روشنی ڈالی گئی ہے۔ دوسرا حصہ جو ۲۴ دفعات پر مشتمل ہے، اس میں یہودی قبائل کے حقوق و فرائض سے بحث کی گئی ہے۔ معاہدے کا مکمل متن درج ذیل ہے۔

۱۔ یہ اللہ کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف سے قریش اور اہل یثرب میں سے مومنین اور مسلمانوں کے نام حکم نامہ ہے۔ نیز ان لوگوں کے نام جو ان کے تابع اور ساتھی ہوں اور ان کے ہمراہ ہو کر جہاد میں حصہ لیں۔

۲۔ یہ لوگ باہم مل کر دوسرے لوگوں کے مقابلے میں ایک امت، (سیاسی وحدت) قرار پائیں گے۔

۳۔ قریش سے ہجرت کر کے آنے والے اپنے محلے کے ذمہ دار ہوں گے۔ اور اپنے خون بہا قبائلی نظام کے مطابق ادا کریں گے اور اپنے قیدیوں کو فدیہ دے کر چھڑائیں گے تاکہ اہل ایمان کا باہمی نظام نیکی اور انصاف کا ہو۔

۵ تا ۱۱۔ میں بنو حارث بن الخزرج۔ بنو ساعدہ۔ بنو جشم۔ بنو النجار۔ بنو عمرو بن عوف۔ بنو النبیت اور بنو اوس کے نام بدل بدل کر دفعہ ۳ ہی کے الفاظ دہرائے گئے ہیں۔

۱۲۔ مومن کسی مقروض[۱] کو دل کھول کر مدد دیئے بغیر نہ رہیں گے تاکہ ایمان والوں کا باہمی برتاؤ نیکی اور انصاف کا ہو۔

کوئی مومن کسی دوسرے مومن کے مولا[۲] (غلام) سے اتحاد کا معاہدہ نہ کرے گا۔

۱۳۔ متقی مومنین ہر اس شخص کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے جو ان کے درمیان سرکشی یا استحصال بالجبر کرے گا یا گناہ، زیادتی اور فساد امت کا باعث بنے۔ مومنین باہم مل کر سب اس کے خلاف اٹھ کھڑے ہوں گے خواہ وہ ظالم مومنوں میں سے کسی کا بیٹا ہی کیوں نہ ہو۔

۱۴۔ کوئی مومن کسی مومن کو کافر کے بدلے قتل نہ کرے گا اور نہ غیر مومن کا مددگار بنے گا۔

۱۵۔ اور خدا کا ذمہ ایک ہی ہے، مسلمانوں کا ادنیٰ ترین فرد بھی کسی کو پناہ دے کر سب پر پابندی

---

[۱] یہ "مفرح" کا ترجمہ ہے جس کے معنی "مصیبت زدہ، دکھی اور پریشان حال" ہیں۔ افلاس زدہ کے لئے بھی مستعمل ہے۔ بعض نسخوں میں یہ لفظ "مفرج" یعنی جیم سے آیا ہے۔ مفرج وہ مقتول ہے جو دو بستیوں کے درمیان پایا جائے، لیکن قاتل معلوم نہ ہو۔ [۲] مولا کا ترجمہ غلام اور ساتھی دونوں آتا ہے۔ ڈاکٹر حمید اللہ نے اسی لئے مولا سے مراد معاہد بھائی لیا ہے۔

عائد کر سکے گا۔ مومنین باہم ایک دوسرے کے مددگار اور کارساز ہوں گے۔

۱۶۔ جو یہودی ہماری اتباع کریں گے ان کے ساتھ انصاف اور مساوات کا سلوک کیا جائے گا۔ ان پر ظلم کیا جائے گا اور نہ ان کے خلاف کسی کو مدد دی جائے گی۔

۱۷۔ مومنوں کی صلح ایک ہی ہوگی۔ جہاد فی سبیل اللہ میں کوئی مومن دوسرے مومنوں سے کٹ کر (دشمن سے) صلح نہ کرے گا۔ جب تک (یہ صلح) ان سب مومنوں کے لئے مساوی اور یکساں نہ ہو۔

۱۸۔ جو لوگ ہمارے ساتھی ہو کر لڑیں گے انہیں باہم نوبت بہ نوبت چھٹی دی جائے گی۔

۱۹۔ مومنین کا جو خون راہِ خدا میں بہے گا، اس کے انتقام کے لئے باہم تعاون کریں گے۔

۲۰۔ اور بلاشبہ متقی مومنین بہترین اور صراطِ مستقیم پر ہیں۔ اور یہ کہ کوئی مشرک[۱] قریش کی جان یا مال کو پناہ نہ دے گا اور اس سلسلے میں نہ مومنوں کے آڑے آئے گا۔

۲۱۔ جو شخص کسی مومن کو عمداً قتل کرے تو اس سے قصاص لیا جائے گا، بجز اس کے کہ مقتول کا وارث خون بہا لینے پر رضامند ہو جائے۔ تمام مومن اس کی تعمیل کے لئے اٹھ کھڑے ہوں گے، اور اس کے سوا ان کے لئے کوئی چیز جائز نہ ہوگی۔

۲۲۔ جو مومن اس صحیفے (دستاویز) کو منظور کر چکا ہو اور خدا و یوم آخرت پر ایمان رکھتا ہو۔ اس کے لئے یہ امر درست نہ ہوگا کہ کسی مجرم کو مدد یا پناہ دے ورنہ روزِ آخرت اس پر خدا کی لعنت اور غضب نازل ہوگا اور اس سے کوئی تاوان قبول نہ ہوگا۔

۲۳۔ اور یہ کہ جب تم میں کسی معاملے کے بارے میں اختلاف پیدا ہو تو اسے خدا اور محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے رجوع کیا جائے گا۔

۲۴۔ اور یہودی اس وقت تک مومنین کے ساتھ جنگی اخراجات برداشت کرتے رہیں گے۔ جب تک مومن جنگ میں مصروف رہیں گے[۲]۔

۲۵۔ بنی عوف کے یہودی اور ان کے موالی مومنوں کے ساتھ مل کر ایک امت (سیاسی وحدت)

---

[۱] "مشرک" سے مراد وہ یہودی ہیں جن سے صلح کی گئی تھی۔ مقصود یہ ہے کہ یہودیوں سے صلح کا مطلب یہ نہیں کہ وہ مومنین کے دشمنوں کو پناہ دیں اور ان کی مدد کرتے رہیں۔

[۲] یہ ذمہ فتح و شکست دونوں صورتوں میں برابر نافذ ہوتی تھی۔ اخراجات کی صورت میں یہودی اخراجات برداشت کرتے تھے۔ اور فتح پر غنیمت میں ان کو حصہ دیا جاتا تھا۔ (کتاب الاموال ص۲۶۲)

ہیں گے۔ یہودیوں کا اپنا دین اور مومنوں کا اپنا دین ہوگا۔ البتہ جو لوگ جرم یا گناہ کے مرتکب ہوں گے وہ اپنے خاندانوں اور اپنے آپ ہی کو مصیبت میں ڈالیں گے۔

۲۶۔ بنی النجار کے یہودیوں کو وہی حقوق حاصل ہوں گے جو بنی عوف کے یہودیوں کو۔

۲۷ تا ۳۳۔ ان دفعات میں بنی حارث، بنی ساعدہ، بنی جشم، بنی اوس، بنی ثعلبہ، (شاخ قبیلہ ثعلبہ) اور بنو شطیبہ کے بارے میں دفعہ ۲۶ کے الفاظ ہی دہرائے گئے ہیں۔

۳۴۔ ثعلبہ کے موالی کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۵۔ یہودی قبائل کی ذیلی شاخوں کو بھی وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اصل کو۔

۳۶۔ کوئی یہودی حضرت محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی اجازت کے بغیر جنگ کے لئے نہیں نکلے گا۔ کسی مار یا زخم کے انتقام کی ممانعت نہیں ہوگی، جو خونریزی کرے گا، وہ اور اس کا گھرانہ اس شخص کے روبرو جوابدہ ہوگا جس کے ساتھ ناانصافی کی گئی ہے۔ خدا اس کے ساتھ ہے جو اس (دستاویز) کی زیادہ سے زیادہ وفاشعاری سے تعمیل کرے گا۔

۳۷۔ یہودی اپنے مصارف کے ذمہ دار ہوں گے اور مومنین اپنے مصارف کے۔ جو کوئی اس معاہدے کے شرکا سے جنگ کرے گا وہ آپس میں ایک دوسرے کی مدد کریں گے اور ان کا باہمی سلوک حسن مشورہ اور خیر خواہی پر مبنی ہوگا۔ برائی اور بدی قطعاً راہ نہ پائے گی۔

۳۸۔ یہودی جب تک مومنین کے ساتھ مل کر جنگ کرتے رہیں گے وہ اپنے مصارف کے خود ذمہ دار ہوں گے۔

۳۹۔ اس معاہدے میں شامل ہونیوالوں کے لئے یثرب کا جوف (پہاڑوں سے محصور میدان) ایک حرم (یعنی مقدس مقام) ہوگا۔

۴۰۔ پناہ گزین کے ساتھ وہی سلوک کیا جائے گا جو پناہ دہندہ کے ساتھ۔ اسے ضرر پہنچایا جائے گا اور نہ وہ خود ہی عہد شکنی کرے گا۔

۴۱۔ کسی خاندان کے افراد کی اجازت کے بغیر کسی کو پناہ نہ دی جائیگی (یعنی پناہ گزین کسی کو پناہ نہ دے سکے گا۔

۴۲۔ اگر ان معاہدہ کرنے والوں میں کوئی قتل یا جھگڑا ہو جائے جس سے نقصان اور فساد کا اندیشہ ہو تو اسے خدا اور خدا کے رسول محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) کی طرف رجوع کیا جائے گا۔ خدا اس شخص کا ساتھی ہے جو اس معاہدے پر احتیاط اور وفاشعاری سے عمل کرے گا۔

۴۳۔ قریش اور ان کے مددگاروں کو پناہ نہ دی جائے گی۔

۴۴۔ جو یثرب پر حملہ آور ہوا تو یہ معاہدہ کرنے والے باہم مل کر مقابلہ کریں گے۔

۴۵۔ اگر ان (یہودیوں) کو کسی صلح کی دعوت دی جائے تو یہود صلح کر لیں گے، اسی طرح وہ (یہودی) مومنین کو کسی صلح کی طرف بلائیں گے تو مومنین بھی اس دعوت کو قبول کر لیں گے، بجز اس کے کہ کوئی دینی جنگ ہو ——— ہر گروہ کے حصے میں اسی رُخ کی مدافعت آئے گی جو اس کے بالمقابل ہوگا۔

۴۶۔ (قبیلہ) اوس کے یہودیوں کو، موالی ہوں یا آزاد، وہی حقوق حاصل ہوں گے جو اس معاہدہ میں شامل ہونے والوں کو، اور وہ اس معاہدے پر خوبی و عمدگی سے عمل پیرا ہوں گے۔ خدا اس کا حامی و ناصر ہے جو معاہدے پر زیادہ سے زیادہ صداقت اور وفاشعاری سے عمل کرے گا۔

۴۷۔ اس معاہدے کی مخالفت صرف ظالم یا گناہ گار ہی کرے گا، جو لوگ جنگ کے لئے نکلیں گے وہ امن سے ہوں گے، جو یثرب میں ہوں گے ان میں ظالموں اور گناہگاروں کے سوا کوئی غیر محفوظ نہ ہوگا۔ جو اس معاہدے کے پابند ہوں گے اور اس پر عمل پیرا، خدا اور محمد رسول اللہ ان کے محافظ ہیں۔

معاہدہ تین پارٹیوں یعنی مہاجرین، انصار اور یہودیوں کے مابین ہے۔ مہاجرین وہ قریشی مسلمان ہیں جو مکے سے ہجرت کر کے مدینہ میں آباد ہوئے، انصار وہ اہل ایمان کا گروہ ہے جس نے مہاجروں کے لئے دیدہ و دل فرش راہ کر دئے۔ مہاجرین اور انصار سماجی اور معاشی حیثیت میں کسی طور یہودیوں سے بہتر نہ تھے، جو پناہ لینے آئے ہیں غریب اور مفلس ہیں اور پناہ دینے والے بھی یہود کے مقابلہ میں کوئی زیادہ صاحب اثر نہ تھے۔ لیکن حیران کن امر یہ ہے کہ معاہدے میں مغلوبانہ تو کجا مساویانہ بھی نہیں بلکہ حاکمانہ اختیارات ان ہی بے زر لوگوں کو حاصل ہوئے۔ معاہدے پر غور کرنے سے ایسا محسوس ہوتا ہے کہ جیسے ایک طاقتور اور مضبوط جماعت زیردستوں سے معاہدہ کر رہی ہے۔

معاہدے کی دفعات پر ایک سرسری نظر ڈالنے سے واضح ہو جاتا ہے کہ جس عظیم سلطنت کی بنیاد رکھی جا رہی ہے یہ اُس دستور کا بنیادی دستور ہے، معاہدے میں شامل ہونے والے جملہ قبائل انفرادی حیثیت رکھتے ہیں۔ ایک قبیلے کی عہد شکنی سے معاہدہ کالعدم نہیں ہوتا، بلکہ صرف عہد شکن

معاہدہ کا متن لکھتے ہوئے "کتاب الاموال ۵۱۷"، "عہد نبوی کا نظام حکمرانی" اور مجید خدوری کی کتاب "WAR AND PEACE IN THE LAW OF ISLAM" مدنظر رہی ہے۔ نیز متن میں لفظی ترجمے سے زیادہ مطلب کو پیش نظر رکھا گیا ہے۔ (انتصار احمد)

قبیلے پر ہی اس کے اثرات مرتب ہوں گے۔ یہی وجہ تھی کہ جب یہودیوں کا ایک قبیلہ برسر جنگ ہوتا تھا تو دوسروں سے سابقہ روابط ہی قائم رہتے تھے۔

معاہدہ کب ہوا۔؟ | جملہ مسلم مورخین کا خیال ہے کہ یہ دستاویز (معاہدہ) ۱ھ میں مرتب ہوئی۔ لیکن ڈاکٹر حمید اللہ صاحب کی رائے یہ ہے کہ معاہدے کا پہلا حصہ تو ۱ھ میں مرتب ہوا لیکن دوسرا حصہ جنگ بدر کے بعد ترتیب پایا، کیونکہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کے ہجرت کے ساتھ ہی یہود سے معاہدہ قرین قیاس نہیں کیونکہ یہود ایک اجنبی فرد کی اطاعت کرنے پر آمادہ نہیں ہو سکتے تھے لیکن جب جنگ بدر میں قریش کی طاقت کو سخت دھچکا لگا تو یہودیوں پر مسلمانوں کی دھاک بیٹھ گئی اور یہودی بھی معاہدے میں شریک ہو گئے۔

ڈاکٹر صاحب موصوف کی مندرجہ بالا رائے کی تائید کسی تاریخی حوالے سے نہیں ہو سکتی، انہوں نے مشہور لغت "لسان العرب" پر انحصار کرتے ہوئے یہ رائے قائم کی جسے ابوداؤد کی ایک روایت سے مزید تقویت پہنچی۔ تاہم ڈاکٹر صاحب کی یہ رائے محل نظر ہے۔ کیونکہ اگر معاہدہ جنگ بدر کے بعد ترتیب پائے تو بنی قینقاع کے اخراج کو موخر کرنا پڑتا ہے۔ حالانکہ شوال ۲ھ میں بنی قینقاع کو لاوطن کیا گیا۔ اور جملہ مورخین ان کی عہد شکنی اور جنگی کارروائیوں کا تذکرہ کرتے ہیں۔

اس کے علاوہ معاہدے کے پہلے حصہ میں دفعہ ۲۰ یہ ہے:

"بلاشبہ متقی مومنین بہترین اور صراط مستقیم پر ہیں۔ اور یہ کہ کوئی مشرک قریش کی جان و مال کو پناہ نہ دے گا۔ اور نہ اس سلسلے میں مومنوں کے آڑے آئیگا۔"

اس دفعہ میں "مشرک" کا لفظ یہودیوں کے لئے استعمال ہوا ہے۔ جیسا کہ کئی مورخین نے سمجھا ہے۔

بنو قینقاع کا نقض معاہدہ | یہود مدینہ کے جملہ قبائل میں بنو قینقاع سب سے زیادہ بہادر اور نڈر تھے۔ ان لوگوں نے غزوہ بدر کے معاً بعد معاہدہ توڑ دیا۔ اس خاص موقع پر نقض معاہدہ کی اس کے علاوہ کوئی وجہ معلوم نہیں ہوتی کہ انہوں نے سمجھا کہ مسلمان اس وقت کمزور ہیں اور ہم ان سے ٹکرا سکتے ہیں۔

نقض معاہدہ کے اعلان کے ساتھ ہی اس کا مظاہرہ بھی شروع کر دیا۔ چنانچہ ایک انصاری کی بیوی مدینہ کے بازار میں خرید و فروخت کے لئے گئی۔ یہودیوں نے عورت کی بے حرمتی کی۔ ایک مسلمان یوں سر بازار مسلمان عورت کی بے حرمتی برداشت نہ کر سکا اور یہودی کو مار ڈالا۔ یہودیوں نے انتقام میں مسلمان کو شہید کر دیا۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو جب حالات کا علم ہوا تو آپ نے کوئی جارحانہ قدم اٹھانے

کی بجائے بنو قینقاع کو سمجھانے کی کوشش کی لیکن وہ بدستور اکڑے رہے۔ اس پر آپ نے فرمایا کہ:

"خدا سے ڈرو، کہیں ایسا نہ ہو کہ بدر والوں کی طرح عذاب الٰہی تمہیں بھی پالے"

آنحضرت کے اس واضح انتباہ کے باوجود انہوں نے جواب دیا کہ ہم قریش نہیں ہیں۔ وقت آنے پر ہم دکھا دیں گے کہ لڑائی اسے کہتے ہیں۔

بنو قینقاع کے اس واضح اعلان جنگ کے بعد لڑائی ٹھن گئی۔ بنو قینقاع قلعہ بند ہو گئے۔ مسلمانوں نے پندرہ دن تک محاصرہ کئے رکھا آخر وطن چھوڑ جانے کی شرط پر صلح ہوئی۔

عبداللہ بن ابی رئیس المنافقین ان کا حلیف تھا۔ اس نے آنحضرت سے درخواست کی تھی کہ وہ جلاوطن کر دئیے جائیں۔ چنانچہ سات سو اشخاص جن میں سے تین سو زرہ پوش تھے۔ وادی القریٰ سے ہوتے ہوئے شام چلے گئے۔

بنو نضیر کی سرکشی | غزوہ بدر میں مشرکین مکہ کو اذیت ناک شکست ہوئی۔ اس کا بدلہ چکانے کی تیاریاں کر رہے تھے کہ کعب بن اشرف کے مرثیوں نے ان کی خواہش انتقام کو مزید بڑھا دیا۔ کعب بن اشرف یہودیوں کا مشہور شاعر تھا۔ اس کا والد اشرف قبیلہ طے کا فرد تھا، لیکن مدینہ میں بنو نضیر کی حلیفی میں اس قدر آگے بڑھ گیا تھا کہ آخر یہودی تاجر ابو رافع کی بیٹی سے شادی کر لی تھی۔ اسی لڑکی کے بطن سے کعب پیدا ہوا تھا۔ کعب اس دوطرفہ رشتہ داری کی بدولت مشرکین کی شکست پر نوحہ کناں تھا۔ مشرکین نے یہود کو سرکشی پر اکسایا اور مکہ سے انہیں خط لکھا کہ:

"تم جائدادوں اور قلعوں کے مالک ہو، محمد (صلی اللہ علیہ وسلم) سے لڑو ورنہ ہم تمہارے ساتھ ایسا اور ایسا سلوک کریں گے۔ حتیٰ کہ تمہاری عورتوں کی پازیبیں تک اتار لیں گے۔"

ان خطوط سے بنو نضیر نے یہ تصور کیا کہ مشرکین مکہ کے علاوہ بنو قریظہ بھی مسلمانوں پر حملہ آور ہو جائیں گے۔ چنانچہ ۴ھ میں بنو نضیر نے سرکشی اختیار کی لیکن سرکشی کے وقت سب تدبیریں الٹی ہو گئیں، نہ تو بنو قریظہ ہی کو جرأت ہوئی اور نہ مشرکین مکہ ہی پہنچ سکے۔ آخر قلعہ بند ہو گئے، جب کوئی چارہ کار نہ تھا تو اس شرط پر صلح کی کہ جس قدر مال اونٹوں پر لے جا سکیں لے کر مدینہ چھوڑ دیں۔

چنانچہ بنو نضیر نے اپنا سامان چھ سو اونٹوں پر لادا اور شادیانے بجاتے اور خوشی کے نغمے گاتے ہوئے خیبر چلے گئے۔ غالباً ان کی خوشی کا یہی سبب تھا کہ واضح اور علانیہ بغاوت کے باوجود ان کے ساتھ ایسا طرز عمل اختیار کیا گیا جس میں انتقام کی بو تک نہ پائی جاتی تھی۔ انہوں نے مسلمانوں سے لڑنے

کی پوری پوری تیاری کی تھی اور ہمت ہار دینے کے بعد ہی یقین کئے بیٹھے تھے کہ ان کی زندگی کا خاتمہ ہو جائے گا۔ لیکن یوں بچے کہ آنچ تک نہ آئی۔

بنو نضیر کے چلے جانے کے بعد جو اسلحہ کا ذخیرہ مسلمانوں کے ہاتھ آیا اس میں پچاس زرہیں پچاس خود اور تین سو چالیس تلواریں تھیں۔

جنگ احزاب بنو نضیر مدینے سے تو شادیانے بجاتے چلے گئے لیکن خیبر پہنچ کر عظیم الشان سازش تیار کر لی۔ ان کے لیڈر سلام بن ابی الحقیق، کنانہ بن ربیع اور حیی بن اخطب مکہ جا کر قریش کے سرداروں سے ملے اور انہیں مسلمانوں کے خاتمے کے لئے مشترکہ سازش میں شریک ہونے پر آمادہ کر لیا۔ قریش اور یہود کی مشترکہ سازش میں قبیلہ غطفان، بنو اسد، بنو سلیم اور بنو سعد بھی شریک ہو گئے۔

آخر ۵ھ میں دس ہزار کا لشکر ابو سفیان بن حرب کی سرکردگی میں مدینہ کی طرف بڑھا۔ مسلمانوں نے مقابلے کا عجیب طریقہ اختیار کیا جو اس سے پہلے عرب میں اختیار نہیں کیا گیا تھا۔ مسلمانوں نے حضرت سلمان فارسیؓ کے کہنے پر خندق کھود دی۔ اور خود مسلّح ہو کر مدینہ میں بیٹھ گئے۔

مدینہ میں بنو قریظہ موجود تھے۔ اور مسلمانوں سے ان کا معاہدہ تھا۔ رات کی تاریکی میں بنو نضیر کا سردار حیی بن اخطب ان سے ملا اور بنو قریظہ کو نقضِ معاہدہ پر آمادہ کر لیا۔ آنحضرت نے اپنے نقیبوں کے ذریعہ بنو قریظہ کو باز رہنے کی تلقین کی لیکن بے سود۔

اس نئی پیش آمدہ صورت حال سے مسلمانوں کی مشکلات میں مزید اضافہ ہو گیا۔ بنو قریظہ نے شہری نظم و نسق میں خلل ڈال دیا۔ جنگ کی حالت میں جب مسلمانوں کی تعداد پہلے ہی کم تھی۔ ایک ہزار افراد کو شہر کی حفاظت کے لئے مامور کرنا پڑا۔

حملہ آور فوج بیس دن محاصرہ کئے رہی۔ جب ان کی پیش نہ گئی، تو ایک رات خود ہی ڈیرے ڈانڈے اٹھا کر رفو چکر ہو گئی۔ بنو قریظہ کے تمام خیالی منصوبے خاک میں مل گئے اور مسلمانوں کو ہمیشہ سے ختم کرنے کی سازشیں ناکام ہو گئیں۔

بنو قریظہ کا خاتمہ حملہ آور فوج کے محاصرہ اٹھا لینے کے بعد آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے بنو قریظہ سے نقضِ عہد کی وضاحت طلب کی۔ بنو قریظہ قلعہ بند ہو گئے اور مبارزت طلب ہوئے۔ مسلمانوں کو یہ بھی معلوم تھا کہ بنو نضیر کا سردار حیی بن اخطب بنو قریظہ کے قلعہ میں موجود ہے۔ مسلمانوں نے ذی الحجہ ۵ھ میں محاصرہ کر لیا جو پچیس دن تک جاری رہا۔ آخر محاصرہ کی سختی سے تنگ آ کر بنو قریظہ چیخ اٹھے۔ انہوں نے قبیلہ اوس کے مسلمانوں کو صلح کی خاطر درمیان میں ڈالا۔ عہد جاہلیت میں اوس اور ان کے درمیان دوستانہ

تعلقات موجود تھے۔ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم نے ان کی درخواست منظور کر لی کہ قبیلہ اوس کے سردار حضرت سعدؓ بن معاذ ان کا فیصلہ کریں۔

حضرت سعدؓ بن معاذ نے فیصلہ دیا کہ بنو قریظہ کے بالغ مرد قتل کر دئے جائیں، عورتوں اور بچوں کو لونڈی غلام بنالیا جائے اور ان کا مال مسلمانوں میں بانٹ دیا جائے۔ چنانچہ یہ فیصلہ نافذ کیا گیا اور اس کے مطابق بنو قریظہ کے بالغ مردوں کو قتل کر دیا گیا۔

مؤرخین نے اس واقعہ کو قلمبند کیا ہے، اور غیر مسلم مستشرقین نے اسے اپنی "نام نہاد تحقیقات" کے لئے خوب استعمال کیا اور مسلمانوں کو خونخوار اور ظالم و سفاک ثابت کرنے میں ایڑی چوٹی کا زور لگا دیا، لیکن درج ذیل امور کو پیش نظر رکھا جائے تو واضح ہو جاتا ہے کہ حضرت سعدؓ کا فیصلہ مبنی بر انصاف تھا اور بنو قریظہ اسی سلوک کے مستحق تھے۔

۱۔ بنو قریظہ نے اس نازک وقت بدعہدی کی جب مسلمان جنگ میں گھرے ہوئے تھے۔ اس صورت حال نے مسلمانوں کو نہایت پریشان کیا حتیٰ کہ حضرت رسولِ اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے تو مجبور ہو کر تہیہ کر لیا تھا کہ مدینہ کی پیداوار کا تیسرا حصہ دے کر حملہ آوروں سے مصالحت کر لی جائے۔ (فتح الباری ج ۷، ص ۲۸۱)

قرآن حکیم میں اس پریشانی کی طرف اشارہ کیا گیا ہے۔

إِذْ جَاءُوكُم مِّن فَوْقِكُمْ وَمِنْ أَسْفَلَ مِنكُمْ وَإِذْ زَاغَتِ الْأَبْصَارُ
وَبَلَغَتِ الْقُلُوبُ الْحَنَاجِرَ وَتَظُنُّونَ بِاللَّهِ الظُّنُونَا ۔ (احزاب : ۱۰)

یعنی جب وہ تم پر بالائے شہر اور پائین شہر کی جانب سے چڑھ دوڑے اور جب تمہاری آنکھوں میں اندھیرا چھا گیا۔ دل منہ کو آنے لگا۔ اور تم اللہ کے بارے میں طرح طرح کی بدگمانیاں کرنے لگے۔

——— اس بدعہدی اور یہودیوں کے دوسرے قبائل کے طرزِ عمل کے پیش نظر ان سے یہ توقع بے سود تھی کہ آئندہ وہ ایسی بدعہدی نہ کریں گے۔

۲۔ ان کے قلعے مدینے سے قریب تھے اور ہر وقت یہ دھڑکا لگا رہتا کہ وہ کسی وقت بھی دشمنوں سے ساز باز کر کے مسلمانوں کی جان کے درپے ہو سکتے تھے۔

۳۔ ان کو جلاوطن نہیں کیا جا سکتا تھا۔ ان سے پہلے بنو نضیر کو جلاوطن کیا گیا، اور ان کی سازش جنگِ احزاب کی شکل میں نمودار ہوئی۔

۴۔ جملہ بدعہدیوں کے باوجود آنحضرت نے از خود کوئی فیصلہ نہیں دیا بلکہ یہودیوں کی مرضی اور اتفاق

سے حکم چنا گیا جس کے فیصلے پر عمل کیا گیا۔

۵۔ سعدؓ بن معاذ نے جو فیصلہ دیا وہ تورات کے احکام کے مطابق تھا۔ اور یہودیوں کو اسے رد کرنے کا اختیار نہ تھا۔ "استثناء" میں ہے:

"جب تو کسی شہر کے پاس اس سے لڑنے کے لئے پہنچے تو پہلے اس سے صلح کا پیغام کر، تب یوں ہوگا کہ اگر وہ تجھے جواب دے کہ صلح منظور اور دروازہ تیرے لئے کھول دے تو ساری خلق جو اس شہر میں پائی جائے۔ تیری باجگذار ہوگی اور تیری خدمت کرے گی۔ اور اگر وہ تجھ سے صلح نہ کرے، بلکہ تجھ سے جنگ کرے تو اس کا محاصرہ کر۔ جب خداوند تیرا خدا اسے تیرے قبضے میں کر دے تو وہاں کے ہر ایک مرد کو تلوار کی دھار سے قتل کر۔ مگر عورتوں اور بچوں اور جانوروں کو جو کچھ اس شہر میں ہو اپنے لئے غنیمت کے طور پر رکھ لے۔ (استثناء باب ۲۰ آیت ۱۰-۱۲)

۶۔ بنو قریظہ کے صرف ان لوگوں کو قتل کیا گیا جو لڑائی کرنے کے قابل تھے، اور جن سے دوبارہ فساد انگیزی کا خطرہ ہو سکتا تھا۔ باقی رہا عورتوں اور بچوں کا معاملہ، تو ان کی کفالت کرنے والوں کے قتل کے بعد بجز اس کے اور کیا وسیلہ ہو سکتا ہے۔ کہ خود مسلمان ہی ان کی کفالت کا بوجھ برداشت کریں۔

مندرجہ بالا وجوہ و علل کو پیش نظر رکھتے ہوئے یہ کہنا کہ بنو قریظہ کے ساتھ سخت گیری برتی گئی، کیا معنی رکھتا ہے۔ ان کے ساتھ کیا گیا سلوک عین انصاف کے مطابق تھا۔

بنو قریظہ کے خاتمے کے بعد یہود مدینے کی سیاست سے مکمل طور پر ہٹ گئے۔

چار بلند پایہ دینی کتابیں

۱۔ علوم القرآن۔ مصنفہ ڈاکٹر صبحی صالح ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے۔ قیمت ۱۵/ روپے
۲۔ علوم الحدیث۔ " " " قیمت ۱۵/ روپے
۳۔ اسلامی مذاہب۔ مصنفہ ابو زہرہ مصری ترجمہ پروفیسر غلام احمد حریری ایم اے قیمت ۹/ روپے
۴۔ تزکیۂ نفس۔ مصنفہ مفسر قرآن مولینا امین احسن اصلاحی ——— قیمت ۶/ روپے

ناشرین: ملک برادرز۔ کارخانہ بازار۔ لائلپور۔ فون ۴۳۷۵